ڈاکٹر صابر آفاقی: حیات و خدمات

مہتاب احمد، لیکچرار (جزوقتی) جامعہ آزاد جموں و کشمیر مظفر آباد
ڈاکٹر محمد مسعود عباسی، اسسٹنٹ پروفیسر جامعہ آزاد جموں و کشمیر مظفر آباد

Abstract:

Dr. Sabir Afaqi is a leading figure in the literary scene of Azad Kashmir. His literary work consists of sixty books. He is a poet of four languages. He left a large collection of poetry in Urdu, Pahari, Gojri and Persian. There are two books of pahari poetry, six books of Gogri poetry, three books of Persian and eight collections of Urdu poetry. Besides, he has also done valuable work in prose genres. This article provides a brief overview of his biographies and literary services, as well as a list of all of his writings that are available to facilitate research for researchers.

کلیدی الفاظ: ڈاکٹر صابر آفاقی، خدمات، ادبی مقام و مرتبہ

صابر آفاقی کے آباء واجداد کا تعلق دکن سے تھا جو قیام پاکستان سے دو سو سال قبل پاکستان کے علاقے گجرات آکر متمکن ہوئے۔ پھر یہ خاندان گجرات سے مہاجرت اختیار کر کے آزاد کشمیر کے ضلع مظفر آباد کے ایک نواحی گاوں وہاڑی میں آکر آباد ہوا۔ صابر آفاقی کا تعلق گوجر قوم کی گوت پھامڑہ سے ہے جو راجا دھم کی نسل سے ہے۔ صابر آفاقی اپنی خود نوشت میں اپنے آباواجداد کے بارے میں تحریر کرتے ہیں؛

> ''بعض تواریخ میں مذکور ہے کہ میرا مورث اعلیٰ دکن کا رہنے والا تھا جو مغلوں کی سپاہ میں شامل ہو کر گجرات (پنجاب) آیا اور یہیں رہائش اختیار کر لی۔ گجرات میں میری پھامڑہ گوت سے تعلق رکھنے والے کئی گھرانے چند گاوں میں اب بھی موجود ہیں مگر انسے ہمارا کوئی رابطہ نہیں ہو سکا۔ ''
> (۱)

''شاہان گوجر'' کے مصنف مولوی عبدالمالک کے حوالے سے صابر آفاقی لکھتے ہیں؛

> ''مولوی عبدالمالک کے مطابق ''پھمان کی اولاد میں سے کوئی شخص گجرات دکن سے آکر مغلیہ خاندان کے کسی بادشاہ کی فوج میں ملازم ہوا۔ پھر ملازمت چھوڑ کر ضلع گجرات میں زمینداری

شروع کی۔ پھامڑہ ایک گاوں ان کے نام پر ہے اور کئی مواضع میں یہ قوم پھیلی ہوئی ہے۔ یہاں سے میرا جد امجد ''سردار مرید''ترک وطن کر کے ضلع مظفرآباد کے موضع گوہاڑی علاقہ لچھراٹ میں آگیا اور یہاں مستقل طور پر مقیم ہو گیا۔ سات پشتوں تک میرا شجرہ نسب اس طرح ہے۔

سردار کشال

سردار مرید

سردار سید محمد

سردار شیر محمد

سردار نیک محمد

سردار عبداللہ

سردار علی محمد

وحیدالدین صابر آفاقی'' (۲)

وہاڑی مظفرآباد سے ۱۱۔ میل کے فاصلے پر موضع پٹہکہ سے شمال مشرق میں وادی نیلم جانے والی سڑک سے تقریباً دو فرلانگ اوپر ایک چھوٹا سا گاوں ہے جہاں صابر آفاقی کی پیدائش ہوئی۔ صابر آفاقی کے والد محترم سردار محمد علی مادری زابان گوجری کے علاوہ بھی کئی زبانوں پر دسترس رکھتے تھے جن۔ میں اردو، فارسی، عربی، پہاڑی اور پنجابی شامل ہے۔انھوں نے دینی تعلیم ہزارہ کے مدارس سے حاصل کی تھی۔ اس زمانے میں پڑھنے لکھنے کا کچھ خاص رواج نہ تھا لیکن صابر آفاقی کے والد عالم تھے اور اس سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ صابر آفاقی کے گھرانے میں با قاعدہ تعلیم وتدریس کا رواج موجود تھا۔ اپنے گاوں میں خواندگی کے بارے میں صابر آفاقی لکھتے ہیں؛

> ''میرے زمانے میں گاوں میں پڑھے لکھے صرف پانچ چھے آدمی تھے جن میں میرے والد محترم کے علاوہ مولوی محمد دین، ملا شاہ ولی، مولوی عبدالرحمن اور مولوی عبدالحنان قابل ذکر ہیں۔البتہ قرآن پاک ناظرہ پڑھنے والے بہت تھے اور ان میں چند خواتین بھی تھیں۔ دو ایک کو پنجابی کا نعتیہ رسالہ ''نور نامہ'' از بر تھا۔ ''(۳)

ڈاکٹر صابر آفاقی کے والد نے ان کا نام وحید الدین رکھا جب کے انھوں نے قلمی نام صابر آفاقی اختیار کیا۔ صابر آفاقی آزاد کشمیر کے دار الحکومت مظفر آباد سے تقریباً دس میل کے فاصلے پر شمال میں واقع ایک چھوٹے سے گاؤں گوہاڑی میں پیدا ہوئے۔ صابر آفاقی کے صحیح سن پیدائش کے حوالے سے کوئی مستند شہادت نہیں ملتی اپنی خود نوشت سوانح میں صابر آفاقی نے اپنا سن پیدائش ۱۹۳۳ء تحریر کیا ہے اور ان کی تعلیمی اسناد اور قومی شناختی کارڈ میں تاریخ پیدائش ۹ مارچ ۱۹۳۳ء درج ہے۔ اس زمانے میں تاریخ پیدائش تحریر کرنے کا کوئی باضابطہ رواج نہ تھا اور عملاً اس کی کوئی ضرورت محسوس نہ کی جاتی تھی۔ عام طور پر کسی اہم واقعہ یا کسی کی وفات سے ہی بچوں کی تاریخ پیدائش کا تعین کیا جاتا تھا اور لوگ بھی درست تاریخ پیدائش کا ریکارڈ رکھنے کی اہمیت سے آگاہ نہیں تھے۔ اندازے کے مطابق جب بچہ چار پانچ سال کا ہو جاتا اور اسے اسکول داخل کروایا جاتا تھا اس وقت اندازے سے ہی تاریخ پیدائش کا تعین کر لیا جاتا۔ صابر آفاقی اپنی سوانح میں اپنی تاریخ ولادت کے بارے میں لکھتے ہیں؛

> ''میری تاریخ پیدائش ۱۹۳۳ء کا سال بتائی جاتی ہے۔ میری پیدائش کا مہینہ اور دن معلوم نہیں ہے۔ والدہ بتایا کرتی تھیں کہ تم پھاگن کے مہینے میں اور بدھ کے دن پیدا ہوئے ہو، میں نے اندازے سے ۹ مارچ مقرر کیا ہے۔ بعد میں پتا چلا کہ ۹ عدد مبارک ہے اور ریاضی کا سب سے بڑا ہندسہ ہے۔ میں اسے تائید غیبی سمجھتا ہوں کہ اللہ نے ۹ کی تاریخ میرے دل پر القا کر دی جو اسم اعظم کا عدد ہے۔''(۴)

صابر آفاقی کی ابتدائی تعلیم والد سردار علی محمد کے زیر سایہ ہی ہوئی۔ صابر آفاقی کے گاؤں یا اس کے نزدیک کوئی سکول یا دینی مدرسہ نہ تھا، گاؤں میں جو لوگ پڑھے لکھے تھے وہ بھی ہزارہ اور پھوٹوہار کے تعلیمی اداروں سے پڑھے ہوئے تھے نیز صابر آفاقی کے والد اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص تھے۔ ابتدائی تعلیم کے بارے میں صابر آفاقی لکھتے ہیں؛

> ''۱۹۴۰ء کے زمانے میں ہمارے گاؤں میں یا اس کے نزدیک کوئی اسکول یا دینی مدرسہ نہ تھا۔ ۱۹۴۴ء کا زمانہ ہو گا جب میرے بڑے بھائی مولانا عبدالرحیم ندیم حصول تعلیم کے لیے پنجاب چلے گئے۔ وہ پہلے ہزارہ، پھر پنجاب اور پھر امرتسر میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ میں نے والد صاحب سے ناظرہ قرآن کے علاوہ فارسی میں ''کریما نام حق اور شیخ عطارد'' عربی میں ''منیہ اور

نصف قدوری'' پڑھ لی تھی اور میں نے معمول کا لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیا تھا۔اب شوق یہ ہوا کہ ہزارہ کے کسی مدرسے میں داخلہ لے لوں۔(۵)

صابر آفاقی ۱۹۴۶ء تک اپنے والد کے پاس ہی زیرِ تعلیم رہے۔ حصول علم کی تڑپ صابر آفاقی میں آہستہ آہستہ زرو پکڑتی گئی اور انھوں نے والد صاحب سے اصرار کرانا شروع کر دیا کہ وہ انھیں پڑھنے کے لیے کشمیر (اس وقت تک پاکستان نہیں بنا تھا اور موجودہ آزاد کشمیر کا خطہ بھی الگ ریاست نہیں تھا) سے باہر بھیج دیں لیکن صابر آفاقی کے والد بھیجنے کے لیے راضی نہ تھے کیوں صابر آفاقی کے بڑے بھائی پہلے ہی پڑھنے کے لیے امرتسر میں تھے شاید دوسرے بیٹے کو خود سے جدا نہ کرنا چاہتے ہوں۔لیکن صابر آفاقی کا اصرار روز بروز بڑھتا جارہا تھا۔اس شوق میں صابر آفاقی ۱۹۴۶ء تک دو بار گھر سے بھاگنے کی بھی ناکام کوشش کر چکے تھے۔آخر والد صاحب صابر آفاقی کو کا کول بھیجنے پر رضامند ہو گئے جہاں اس وقت کے مشہور فقہی عالم احمد جی قریشی کا مدرسہ تھا۔صابر آفاقی کے والد نے بھی تعلیم اسی مدرسے سے حاصل کی تھی۔

صابر آفاقی کی تعلیم کئی مراحل میں مکمل ہوئی۔پہلے درجے میں تو صابر آفاقی اپنے والد سے فیض حاصل کرتے رہے۔اس کے بعد مختلف مدارس کی خاک چھانی اور تیسرے درجے میں سندی تعلیم حاصل کی۔ تعلیمی اسفار میں ۱۹۵۱ء تک وہ کسی ایک ادارے کے مستقل طالب علم نہیں رہے اور نہ ہی کسی ادارے سے انھیں کسی بھی درجے کی کوئی باضابطہ سند مل سکی کیوں کہ انھوں نے کچھ عرصہ کسی ایک مدرسے میں پڑھا اور پھر کسی اور مدرسے میں چلے گئے وہاں چند کتابیں پڑھیں ۔اس دوران کسی عالم یا مدرسے کی شہرت سنی تو اس طرف کا رخ کر لیا اس طرح کہیں ٹِک کر تعلیم حاصل نہیں کی جس کا ایک نقصان یہ ہوا کے ۱۹۴۶ء تا ۱۹۵۱ء تک مختلف ادروں میں حصول علم کے باوجود بھی وہ کسی ادارے کے سند یافتہ نہ تھے۔

جولائی ۱۹۴۶ء میں انھوں نے اپنے ایک ساتھی طالب علم کے ساتھ ڈڈیال قاضی نواز صاحب کے مدرسے میں چلے گئے۔جہاں انھوں نے قاضی نواز صاحب سے کچھ دن شرح مآۃ عامل کا درس لیا اسی دوران ہیں صابر آفاقی کے بڑے بھائی مولانا عبدالرحیم امرتسر سے ملنے آئے تو صابر آفاقی اپنے بھائی کے ساتھ ہری پور کے ایک گاؤں مراد آباد چلے آئے ۔جہاں صابر آفاقی نے ستمبر تک کا وقت گزارا۔مراد آباد میں صابر آفاقی نے مولوی ایوب صاحب سے گلستان کا درس لینا شروع کیا۔مراد آباد آنے سے پہلے ڈڈیال میں تحریک پاکستان کے حق میں نکالے گئے جلسوں میں بھی شرکت کی اور ریفرنڈم میں بھی شریک رہے اس لحاظ سے صابر آقی کو تحریک پاکستان میں عملاً حصہ لینے کا بھی شرف حاصل ہے۔صابر آفاقی لکھتے ہیں؛

''چنانچہ ہم طلبہ اہل محلہ کے ساتھ مل کر پاکستان کے حق میں جلوس نکالتے۔ کبھی ایبٹ آباد اور کبھی نواں شہر جا کر پاکستان کے حق میں جلسوس نکالتے، نعرے لگاتے پاکستان زندہ باد، مسلم لیگ زندہ باد۔ یہ تحریک ہزارہ کی وسیع تحریک کا حصہ تھی۔ مجھے خوشی ہے کہ میں نے پاکستان بنانے میں عملی حصہ لیا ہے گو مجھے تحریک کارکنان پاکستان میں شامل نہیں کیا گیا۔ سرحد میں ریفرینڈم ہوا تو پاکستان کے حامی جیت گئے اور یوں یہ صوبہ پاکستان میں شامل ہو گیا''(٦)

یہاں صابر آفاقی کتنا عرصہ رہے یہ معلوم نہیں ہو سکا لیکن اور نہ ہی صابر آفاقی نے کہیں اس کا ذکر کیا ہے۔ لوسر شرفو کے بعد ضلع اٹک کے ایک علاقے فتح اللہ چلے گئے۔ کچھ عرصہ فتح اللہ میں گزارنے کے بعد راولپنڈی آگئے اور مولانا محمد اسحاق مانسہروی کے مدرسے میں داخل ہو گئے۔ راولپنڈی کچھ عرصہ رہ کر گجرانوالہ قلعہ دیدار سنگھ چلے گئے اور مولانا عبدالرشید کے مدرسے میں داخل ہو گئے۔ مولانا عبدالرشید سے کچھ عرصہ سبق لیتے رہے اور پھر ساہیوال روانہ ہو گئے یہ صابر آفاقی کے تعلیمی سفر کا چوتھا سال تھا گویا ۱۹۵۰ء کا زمانہ تھا جب وہ ساہیوال پہنچے اور اپریل ۱۹۵۱ء تک صابر آفاقی ساہیوال میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اپریل میں ہی واپس وطن کا سفر اپنے بڑے بھائی کے ساتھ اختیار کیا کرایہ نہ ہونے کی وجہ سے صابر آفاقی کے بڑے بھائی پیدل پنڈی سے مظفر آباد عازم سفر ہوئے اور صابر آفاقی بذریعہ بس مظفر آباد پہنچے اور مظفر آباد سے پیدل چل کر اپنے گاؤں پٹھکہ وہاڑی آگئے۔ صابر آفاقی کے والد کا انتقال ۱۹۴۹ء میں ہو گیا تھا جس کی خبر انھیں تاخیر سے ملی اور وہ اپنے والد کی آخری رسومات میں شریک نہیں ہو سکے۔

پانچ سال کی طویل مسافرت کے بعد صابر آفاقی جب گھر پہنچے تو اُن کے سر پر شفیق باپ کا سایہ نہ رہا تھا۔ ان پانچ سالوں میں صابر آفاقی نے پاکستان کی مختلف درس گاہوں میں مختلف علما سے جو کتب پڑھیں وہ یہ ہیں؛

۱	تفسیر:	بیضاوی۔ مدارک
۲	اصول فقہ:	اصول اشاشی حسامی نورالانوار توضیح تلویح
۳	منطق:	شرح تہذیب سلم العلوم قطبی۔ شرح ملاحسن۔ میر زاہد قاضی مبارک
۴	فلسفہ:	صدرا ھدایتہ الحکمت۔ شمس بازغہ
۵	فقہ:	قدوری کنزالدقائق۔ شرح ہدایہ۔ شرح واقیہ
٦	صرف ونحو:	صرف میر۔ صرف بہائی۔ مراح الارواح۔ قانونچہ کھیولی

۷ نحو: کافیہ۔الفیہ۔شرح جامی۔عبدالغفور

۸ میراث: سراجی۔شریفیہ

۹ عروض: محیط الدائرہ

۱۰ ادب عربی: المتنبی۔حماسہ۔مقامات حریری۔کامل میرد۔سبعہ معلقات

صابر آفاقی کے چھوٹے بھائی مخلص وجدانی ان کے ابتدائی تعلیم کے حوالے سے بتایا؛

''میں اس وقت کافی چھوٹا تھا مجھے یہ تو نہیں معلوم تھا کہ انھوں کہاں تک تعلیم حاصل کی ہے اور بعد میں وہ اپنی ابتدائی زندگی کے بارے میں گفتگو نہیں کرتے تھے۔ مولانا عطااللہ شاہ بخاری کے وہ بہت معتقد تھے اور بڑے احترام سے نام لیا کرتے تھے۔ کہا کرتے تھے کہ میں نے ان سے اچھا مقرر نہیں دیکھا'' (۷)

صابر آفاقی کی تعلیم کا پہلا دور اپریل ۱۹۵۱ء میں ختم ہوتا ہے۔انھوں نے تعلیمی سفر کا آغاز فروری ۱۹۴۶ء میں کیا تھا اور اپریل ۱۹۵۱ء میں وہ واپس گھر پہنچے اس طرح ان کے اس سفر کی کل مدت پانچ سال اور دو ماہ بنتی ہے۔ جس میں صابر آفاقی نے درجنوں مدارس سے اپنے جذبہ علم کی پیاس بجھائی۔اس دور کی بڑی بڑی قدر آور دینی شخصیات کے درس میں بیٹھنے اور ان کی صحبت اٹھانے کا موقع ملا بعض اشخاص سے درس لینے کا بھی شرف حاصل ہوا۔صابر آفاقی جن شخصیات کے درس میں بیٹھے اور اکتساب فیض کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں؛

سید عطااللہ شاہ بخاریؒ

مولانا عبدالقادر رائپوریؒ

مولانا مودودی

مولانا امین احسن اصلاحی

غازی سراج الدین منیر

مولانا غلام اللہ خاں

مولانا مسکین امرتسری

مولان عبدالغفور ہزاروی

مولانا محمد اسحاق مانسہروی

شورش کاشمیری

صابر آفاقی تین ماہ گھر رہے لیکن دل میں یہ خلش باقی رہی کہ ان کے پاس کسی مدرسے کی سند نہیں ہے اور وہ پورے مولوی نہ بن سکے اس لیے مزید حصول علم کی تڑپ نے انھیں دوبارہ سفر پر آمادہ کیا اور اگست ۱۹۵۱ء میں انھوں نے مختصر سازادِ راہ ساتھ لیا اور سفر پر روانہ ہو گئے۔ اس بار ان کو مظفر آباد سے باہر جانے کی ضرورت نہیں پڑی۔ ۱۹۵۱ء میں مظفر آباد ہی میں اورینٹل کالج میں مولوی فاضل کے کورس میں داخلہ لے لیا جو پنجاب یونی ورسٹی کے ساتھ رجسٹرڈ تھا۔ اورینٹل کالج مظفر آباد سے مولوی فاضل کا کورس پاس کیا۔ مولوی فاضل کا کورس مکمل کرنے کے بعد صابر آفاقی ملازمت کی تگ و دو میں لگ گئے اور مزید تعلیم کا سلسلہ رک گیا۔ کیوں کہ صابر آفاقی مدرسے کی بھی کوئی سند نہ رکھتے تھے لیکن عربی فاضل کے کورس کی بنا پر جونیئر ٹیچر بھرتی ہو گئے دوران ملازمت جگہ جگہ تبادلوں کی وجہ سے تعلیم کو جاری رکھنا بھی دشوار تھا اس لیے کافی عرصہ گزر گیا۔ ملازمت کے دوران میں سکول کی تعلیم کا آغاز کیا۔ پہلی مرتبہ میٹرک کا امتحان دیا لیکن کامیاب نہ ہو سکے دوسری مرتبہ کامیاب ہوئے۔

میٹرک کے امتحان کے دوران صابر آقی ضلع مظفر آباد کے حلقہ ایک کے علاقے بھیڑی کے ایک اسکول میں تعینات تھے۔ ۱۹۵۸ء میں صابر آفاقی کو محکمانہ ترقی ملی اور وہ سینئر ٹیچر پروموٹ ہو گئے اور ان کا تبادلہ ضلع پونچھ کے ایک گاؤں بوسہ گلہ میں کر دیا گیا۔ بوسہ گلہ میں تعیناتی کے دوران میں صابر آفاقی نے ایف۔اے کی تیاری کی۔ امتحان کا سینٹر راولپنڈی لگا اور صابر آفاقی نے وہاں جا کر امتحان دیا۔

۱۹۵۹ء میں صابر آفاقی کا تبادلہ مظفر آباد ہو گیا۔ مظفر آباد پہنچ کر انھوں نے بی۔اے کی تیاری شروع کر دی اور اپریل ۱۹۶۲ء میں راولپنڈی، اسلامیہ ہائی اسکول میں بی۔اے کا امتحان دیا اور کامیاب ہوئے۔ اگست ۱۹۶۲ء میں صابر آفاقی کو سرکاری طور پر بی۔ایڈ کے لیے پشاور بھیج دیا گیا۔ وہ ایک سال پشاور رہے اور وہاں سے بی۔ایڈ کرنے کے بعد ان کا تبادلہ آٹھمقام کر دیا گیا۔ ۱۹۶۵ء میں پاک بھارت جنگ کا آغاز ہو گیا اور اسکول بند ہونے کی وجہ سے وہ واپس اپنے گھر وہاڑی آ گئے۔ ۱۹۶۶ء میں صابر آفاقی کا تبادلہ بحیثیت اسسٹنٹ انسپکٹر آف سکولز کر دیا گیا اور وہ مظفر آباد آ گئے اور تقریباً سال بھر اس منصب پر فائض رہے۔

اس عرصے میں انھوں نے فارسی میں ایم۔اے کیااور پبلک سروس کا امتحان دے کر بہ طور لیکچرار محکمہ سکولز سے محکمہ کالجز میں چلے گئے۔ابھی مظفرآباد تعیناتی کو تین ماہ بھی نہ گزرے تھے کہ محکمانہ رنجش کی وجہ سے ان کا تبادلہ میرپور کے ایک گاؤں افضل پور میں کر دیا گیا جس کا ان کو قلبی دکھ ہوااور انھوں نے افضل پور میں حاضری دے کر عارضی چھٹی لے لی اور ملازمت چھوڑنے کے حوالے سے غور کرنے لگے۔لیکن ملازمت چھوڑنے کا ارادہ ترک کر کے ڈاکٹریٹ کرنے کے لیے ایران چلے گئے۔اپنی اس قلبی کشمکش کو یوں رقم کرتے ہیں؛

> ''اب میں نے پکا ارادہ کر لیا تھا کہ اس ظلم و ناانصافی کے ماحول میں ملازمت نہیں کروں گا۔تاہم میں افضل پور چلا گیا اور حاضری رپورٹ ہیڈماسٹر ملک عبدالرشید کو پیش کر دی۔وہاں دس دن گزرانے کے بعد چند روز کی رخصت اتفاقیہ منظور کروا کر گھر واپس آ گیا۔میں نے کئی دن اور کئی راتیں بے قراری میں کاٹیں۔اور ہر روز خدا سے راز و نیاز کرتا رہا۔ایک رات کو اچانک یہ بات میرے دل میں القا ہوئی کہ میں فارسی میں ڈاکٹریٹ کرنے کے لیے سفارت خانہ ایران کو درخواست بھیج دوں ''(۸)

صابر آفاقی کے ساتھ محکمانہ چپقلشیں رہی ہیں اور افسران کے متعصب رویے سے وہ نالاں بھی تھے۔کبھی کبھی چھوٹے بھائی مخلص وجدانی سے افسران کے جانب دارانہ رویے کا ذکر کیا کرتے تھے۔اس حوالے سے مخلص وجدانی کہتے ہیں؛

> ''وہ دفتر کی باتیں گھر نہیں بتاتے تھے لیکن کبھی کبھی اگر کوئی بات بہت ناگوار گزری ہو تو پوچھنے پر دو چار جملوں میں تبصرہ کر دیا کرتے تھے کہ لوگ اچھے نہیں ہیں۔یہ کسی کو برداشت نہیں کر سکتے وغیرہ غیرہ '' (۹)

صابر آفاقی ۲،اکتوبر ۱۹۷۸ء کو ایران پہنچے اور ۵ جون ۱۹۷۲ء تک گویا تین سال سات ماہ وہاں رہے۔وہ آزاد کشمیر کے پہلے شخص ہیں جنھوں نے ایران سے ادبیات فارسی میں ڈاکٹریٹ کیا۔ان کے ڈاکٹریٹ کے مقالے کا موضوع تھا''تصحیح ترجمہ فارسی راج ترنگنی''جو اپریل ۱۹۷۲ء میں مکمل ہوا اور ۳۱ مئی ۱۹۷۲ء کو صابر آفاقی نے اس کا کامیاب دفاع کیا۔اس طرح صابر آفاقی نے اپنا ڈاکٹریٹ تک کا تعلیمی سفر ۵ جون ۱۹۷۲ء کو مکمل کیا۔

جنوری ۱۹۸۰ میں صابر آفاقی بطور اسسٹنٹ پروفیسر آزاد کشمیر یونی ورسٹی سے منسلک ہو گئے۔اس وقت تک آزاد کشمیر یونی ورسٹی میں شعبہ اردو کا قیام نہیں ہوا تھااور ان کی دیرینہ خواہش تھی کہ یونی ورسٹی میں ایم۔اردو کی کلاسسز کا باقاعدہ آغاز کیا جائے لیکن یونی ورسٹی میں نہ ہی شعبہ اردو کا قیام ہو سکااور نہ ہی ایم۔اے اردو کی کلاسسز کا آغاز کیا جا سکااس لیے صابر آفاقی نے ۱۹۸۶ء میں رضاکارانہ طور پر ریٹائرمنٹ لے لی۔

ملازمت کے ساتھ ساتھ صابر آفاقی آزاد کشمیر ریڈیو مظفر آباد سے بھی وابستہ رہے۔مظفر آباد ریڈیو اسٹیشن نے ۱۶۔اکتوبر ۱۹۶۰ء میں کام کرنا شروع کیا لیکن ابتداء میں اردو، کشمیری اور پہاڑی زُبان میں ہی پروگرام نشر ہوتے تھے۔گوجری زُبان میں پروگرام نشر نہیں ہوتا تھا۔۱۹۷۴ء میں صابر آفاقی، غلام احمد پنڈت اور ان کے چند رفقاء نے کوشش کی اور اس وقت کے وزیر اطلاعات چوہدری غلام احمد رضا نے گوجری پروگرام کی منظوری دی۔گوجری پروگرام کے پہلے انچارج چوہدری غلام حسن چوہان مقرر ہوئے ان کا تبادلہ ریڈیو تراڑ کھل سے مظفر آباد کیا گیا تھا۔آزاد کشمیر میں گوجری زُبان کے صوتی محاذ پر کمپیئر نگ کی پہلی آواز ۲ نومبر ۱۹۷۴ء کو صابر آفاقی کی نشر ہوئی۔صابر آفاقی چار سال تک ریڈیو مظفر آباد سے گوجری پروگرام کی کمپیئرنگ کے فراض انجام دیتے رہے۔چار سال ریڈیو سے وابسطہ رہنے کے بعد صابر آفاقی نے ۱۹۷۸ء میں پروگرام کرنا چھوڑ دیے۔

صابر آفاقی ایک شریف النفس انسان تھے کروفر اور ٹھاٹ باٹ کے قائل نہ تھے۔ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوئے اور پھر ایران سے اسکالر شپ پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی آزاد کشمیر میں محدودے چند بڑے ادبی ناموں میں شمار ہونے کے باوجود بھی طبیعت میں سادگی تھی۔ایران، پاکستان اور بھارت کے بڑے ادیبوں سے مراسم، صحبت اور رفاقت رہی لیکن کبھی غرور اور تکبر کو دل میں جگہ نہیں دی۔ایک انٹرویو میں صابر آفاقی کے بھائی مخلص وجدانی نے بتایا؛

> ''متوسط قد اور وجیہہ شکل کے مالک تھے بھرا بھرا چہرا تھا۔ان کا بس ایک اپنا انداز تھا۔لباس میں بہت نفاست پسند تھے۔ان کا انتخاب بہت اچھا تھا۔کسی محفل میں جانا ہو تو بہت اہتمام کرتے تھے۔کھانے پینے میں کوئی خاص پسند نہ تھی۔ تھوڑا کھاتے تھے لیکن اچھا بنا ہوا کھانا پسند کرتے تھے۔والد کی نصیحت تھی کے بس پڑھنا ہے اس پر ساری زندگی بہت سختی سے عمل کیا۔''(۱۰)

اشرف کیانی جو آزاد کشمیر ریڈیو مظفر آباد کے سینئر براڈ کاسٹر ہیں۔محکمہ تعلیم سے وابسطہ ہیں ڈاکٹر صابر آفاقی کے متعلق ایک انٹرویو میں انھوں نے بتایا؛

''صابر آفاقی سے جب میری ملاقات ہوئی تو اس وقت وہ ایک خوبرو جوان تھے بھرپور شخصیت کے مالک تھے۔ گفتگو میں ایک روانی، شائستگی و شگفتگی تھی۔ بھاری بھر کم الفاظ کا استعمال نہیں ۔کرتے تھے۔ ان کی باتوں میں تعلیم ہوتی تھی۔ انگریزی کے لفظ استعمال نہیں کرتے تھے ۔جہاں کہیں بچنے کی کوئی گنجائش نہ ہو پھر کوئی ایک آدھ لفظ لگا جاتے تھے۔ جب بھی ملاقات ہوئی پاس بٹھا لیا چائے پلائی۔ بڑی شفقت کرتے تھے۔ پروفیسر تھے اور پروفیسروں کا سا انداز بھی تھا۔ دور سے دیکھ کر ہی لگتا تھا کہ کوئی پڑھا لکھا شخص آرہا ہے۔ ڈاکٹر صابر آفاقی کو وہ مقام نہیں ملا جو کہ دیا جانا چاہیے تھا۔ ''(۱۱)

صابر آفاقی کے والد ایک صاحب علم اور ادب دوست انسان تھے۔ ادب سے دلچسپی صابر آفاقی کو ورثے میں ملی تھی۔ پورا گھرانا ہی ادب دوست ہے والد کو بھی شعر و شاعری سے شغف تھا۔ صابر آفاقی کے بڑے بھائی مولانا عبدالرحیم ندیم عالم دین، اردو اور گوجری کے شاعر ہیں۔ انھوں نے قرآن کریم کا گوجری زبان میں ترجمہ بھی کیا جو ابھی تک شائع نہیں ہو سکا۔ صابر آفاقی کی چھوٹے بھائی مخلص وجدانی بھی آزاد کشمیر کے معروف شاعر ہیں۔ گویا پورا گھرانا ہی ادبی ماحول رکھتا ہے ۔والد کو فارسی اور پنجابی کے ہزاروں اشعار یاد تھے۔ اکثر نماز عشاء کے بعد ترنم میں گلستان سعدی پڑھا کرتے تھے۔ جہاں اس ماحول اور فضا نے صابر آفاقی میں شاعری کی طرف میلان پیدا کیا وہیں فطری صلاحیت بھی موجود تھی۔ صابر آفاقی شعر گوئی کا قدرتی ملکہ لے کر پیدا ہوئے تھے۔ شاعری کے آغاز کے حوالے سے صابر آفاقی خود لکھتے ہیں؛

''حقیقت یہ ہے کہ سرزمین واہ کا میں پہلا شاعر ہوں اور اس لیے یہ کہ سکتا ہوں کہ واہ کے دبستانِ شاعری کا بانی میں ہی ہوں کیوں کہ ۱۹۴۸ء میں اس علاقے میں کوئی شاعر نہ تھا۔ گو اس وقت میں پورا شاعر نہ تھا لیکن اتنا ضرور تھا کہ کچھ عبارت موزوں نیم موزوں لکھ لیتا تھا اور سمجھتا تھا کہ یہ شعر ہے۔ ''(۱۲)

قلعہ دیدار سنگھ میں صابر آفاقی کی شعری مصروفیات بڑھ گئی تھیں۔ وہاں شعری فضا بھی تھی اور ماحول بھی میسر تھا نیز مولانا عبدالرشید کی تحریک و تحسین حاصل تھی۔ صابر آفاقی کے ساتھ قلعہ دیدار سنگھ میں اردو کے دو اور شاعر بھی تھے جن سے صابر آفاقی کے مراسم پیدا ہو گئے تھے۔ ان میں ایک محمد حسن ضیاء ہوشیار پوری اور دوسرے عبداللہ سلیم ایم۔اے تھے۔ اس وقت تک صابر آفاقی کی طبیعت میں کافی موزونیت بھی آگئی تھی۔ وہاں یہ شعراء مشاعرے بھی کیا

کرتے تھے۔اس دور میں صابر آفاقی اردو اور پنجابی میں کچھ نہ کچھ کہتے رہتے تھے لیکن اس دور کا کلام محفوظ نہیں ہو سکا ۔انھوں نے پنجابی کی کئی نظمیں لکھیں چند ایک رسائل میں چھپنے کے لیے بھی بھیجیں لیکن وہ دستیاب نہیں ہیں۔ قلعہ دیدار سنگھ ۱۹۴۹ء کے ایک مشاعرے میں صابر آفاقی نے جو غزل پڑھی وہ یوں ہے؛

بت شیریں زباں تک آ گیا ہوں
مسیحائے زماں تک آ گیا ہوں
نگاہ ساقی کوثر کے صدقے
کہاں سے میں کہاں تک آ گیا ہوں
نہ آئے کیوں مجھے آتش بیانی
بت آتش بیاں تک آ گیا ہوں
جبیں خود ہی جھکی جاتی ہے شاید
میں ان کے آستاں تک آ گیا ہوں
ہوئیں پھر بجلیاں بیتاب صابر
کہ میں اب آشیاں تک آ گیا ہوں (۱۳)

پروفیسر ڈاکٹر عبدالکریم نے ۲۹ ،اپریل ۲۰۱۱ء کو ایک آرٹیکل صابر آفاقی کی وفات پر لکھا تھا جو ادبی رسالہ شعر و سخن میں شائع ہوا جس میں صابر آفاقی کی شعر گوئی کے حوالے سے لکھتے ہیں؛

''صابر آفاقی کے مطابق انہیں ۱۹۴۸ء میں اپنے شاعر ہونے کا احساس ہوا۔ شاعری میں ابر احسنی گنوری اور احسان دانش ان کے استاد تھے۔''(۱۴)

ڈاکٹر صابر آفاقی آزاد کشمیر میں شاعری کا ایک بڑا نام ہے۔ آزاد کشمیر کا کوئی بھی مشاعرہ صابر آفاقی کے بغیر مکمل نہیں تھا اس کے علاوہ صابر آفاقی کے پورے پاکستان کے ادبی حلقے کے ساتھ اچھے مراسم تھے۔ایران میں ڈاکٹریٹ کے دوران میں وہاں کی ادبی مجالس میں باقاعدہ شرکت کرتے رہے۔ان کا ادبی حلقہ بہت وسیع ہو گیا تھا۔ بھارت کے شعراء سے بھی مراسم رہے ہیں۔ خاص کر ابر احسنی گنوری سے دیرینہ تعلق تھا۔احسان دانش سے بھی اصلاح لیتے رہے ہیں۔ صابر آفاقی پاکستان میں منعقد ہونے والی شعری مجالس میں بھی شریک ہوتے رہے۔ وہ ''پاکستان اکیڈمی آف لیٹرز'' کے رکن تھے اور

اس کے تحت ہونے والی سرگرمیوں میں شریک ہوتے تھے۔رائٹر گلڈ''اور''بزم سخن گوجری ادبی بورڈ''کے بھی رکن رہے۔بزم سخن ینگون(رنگون،برما)کے رکن رہے۔گوجری ادبی بورڈ کے چیئر میں کے فرائض بھی انجام دیتے رہے ۔گوجری تحریک گلگت کے بھی ممبر تھے اس کے علاوہ پنجابی عالمی کانگریس کے بھی رکن رہے۔صابر آفاقی نے کئی ممالک کا سفر کیا جن میں بھارت،نیپال،بنگلہ دیش،برما،تھائی لینڈ،سنگاپور،ملائشیا،ہانگ کانگ،مکاؤ،قازقستان،ازبکستان،تاجکستان، ترکمانستان،قطر،بحرین،اومان،کویت کے علاوہ مقبوضہ کشمیر کا سفر شامل ہے۔۔ڈاکٹریٹ کے دوران میں ایران میں منعقد ہونے والے سالانہ مشاعروں میں شریک ہوتے رہے۔بیرون ملک بھی صابر آفاقی کئی ادبی مجالس میں شریک ہوئے۔اپنی ادبی مصروفیات کے بارے میں صابر آفاقی لکھتے ہیں؛

> ''۱۹۷۴میں مجھے پاکستان کی علمی،ادبی اور ثقافتی کانفرنسوں میں مدعو کیا جانے لگا تھااور میں نے مشاہیر اہل قلم سے خط وکتاب کا آغاز کیا۔میری جمال افندی لائبریری میں اہل قلم کے خطوط کی تعداد آٹھ سو کے قریب ہے۔ان میں مالک رام،ڈاکٹر عبداللہ۔خالد اختر،احمد ندیم قاسمی،ڈاکٹر وزیر آغااور ڈاکٹر جاوید اقبال جیسے مشاہیر کے خطوط شامل ہیں'' (۱۵)

صابر آفاقی پچاس سے زائد کتب کے خالق ہیں ان کے تحقیقی مقالے اور مضامین اس کے علاوہ ہیں اور پھر مختلف اخبارات میں کالم بھی لکھتے رہے۔اردو،فارسی،پنجابی اور گوجری زبان میں شاعری کا بڑا ذخیرہ چھوڑا۔شاعری کے صرف اآٹھ مجموعے اردو میں ہیں۔دو فارسی میں،دو پہاڑی،چھے گوجری زبان میں ہیں اور نثری کتب کی تعداد تین درجن سے زیادہ ہے۔تحقیقی مقالے،اخبارات کے لیے لکھے جانے والے کالم اس کے علاوہ ہیں۔ریڈیو پاکستان سے صابر آفاقی کی ٦٧ تقاریر کشمیر اور گوجری زبان کے حوالے سے نشر ہوئیں لیکن وہ ذخیرہ محفوظ نہیں رہ سکا۔آزاد کشمیر،پاکستان اور عالمی سطح پر بھی ان کی ادبی خدمات کو سراہا گیا اور مختلف اعزازات اور خطابات سے نوازہ گیا۔

شان گوجرا ایوارڈ: راجوری یونی ورسٹی سرینگر

یونائٹڈ مذاہب انسٹیٹیوٹ(یو۔آر۔آئی)ایوارڈ

کشمیر ادبی ایوارڈ

آزاد کشمیر یونی ورسٹی ایوارڈ

آزاد کشمیر صدارتی ایوارڈ

ریڈیوایوارڈ

نیشنل کشمیرایوارڈ:	روزنامہ سیاست نے ۲۰۰۰ءمیں صابر آفاقی کو ''نیشنل کشمیر''ایوارڈ عطا کیا۔

ڈسٹرک کونسل ایوارڈ:۱۹۹۸ءمیں صابر آفاقی کو مظفر آباد انتظامیہ کی طرف سے ''ڈسٹرک کونسل''ایوارڈ سے نوازا۔

ال۔کشمیرایوارڈ:	پاک کشمیر سوسائٹی کی طرف سے صابر آفاقی کو''ال۔کشمیر''ایوارڈ عطا کیا۔

شان گوجرایوارڈ:	''گوجر دیش چیرٹ ایبل ٹرسٹ''جموں

'' Man of Letters'' ایوارڈ:انجمن ترقی ادب سری نگر

آزاد کشمیر کے ادبی افق کا یہ تابندہ ستارہ،چار زبانوں کا شاعر، محقق،ادیب،استاد اور تاریخ دان ۱۰۔اپریل ۲۰۱۱ءکو اس فانی دنیا سے کوچ کر گیا۔صابر آفاقی پوری زندگی ادب کی خدمت میں مگن رہے۔تصنیف و تالیف کا گراں قدر کام کیا ۔صابر آفاقی کی وفات کے حوالے سے ڈاکٹر عبدالکریم لکھتے ہیں؛

> ''اردو، گوجری اور فارسی کے ممتاز شاعر، محقق،استاد اور تاریخ دان پروفیسر ڈاکٹر صابر آفاقی ۸۷ سال کی عمر میں طویل علالت کے بعد ۱۰۔اپریل کو اسلام آباد میں وفات پا گئے اور ان کو ۱۱ ۔اپریل کو اسلام آباد ہی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔پوری زندگی کا حاصل وہ ایوارڈ ہے جو حکومت آزاد کشمیر نے ۲۰۱۰ءمیں ان کو دیا۔آفاقی کے پسماندگان میں ایک بیوہ، تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے''(۱۶)

صابر آفاقی کی وفات پر ان کی بھائی مخلص وجدانی نے قطعہ کہا ہے جس میں مصرعہ ''صابر آفاقی شعورِ جلوہ حسن بہار '' سے تاریخ وافات نکالی ہے۔قطعہ اس طرح ہے؛

رونقِ بزمِ سخن علم و ادب کے تاجدار
سو گئے زیر زمیں کیا کیا ہمارے گل عذار
آنگنوں کے پیڑ گلدستے لیے ہیں منتظر
اور پلٹ کر نہ آئے اُٹھ گئے جو ایک بار
ہو پذیرائی وہاں ان کی سر دربار حق

ہے یہی مخلص دعا اپنی حضور کردگار
مصرع تاریخ پوچھا تو یہ ہاتف نے کہا
"صابر آفاقی شعور جلوہ حسن بہار"(۱۷)

صابر آفاقی نے اردو، فارسی، گوجری اور پہاڑی زبان میں شاعری کی۔ نثر میں انھوں نے کشمیر کی تاریخ، کشمیر میں اردو اور گوجری ادب، تراجم، سفر نامے، تحقیقی مضامین پر مشتمل ایک بڑا ذخیرہ چھوڑا ہے۔ صابر آفاقی نے علامہ محمد اقبال کے افکار پر بھی قابل قدر کام کیا۔ علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی سے ایک خاتون "ڈاکٹر صابر آفاقی بطور اقبال شناس" کے عنوان سے ایم فل کر رہی ہیں تاحال ان کا مقالہ مکمل نہیں ہوا۔ یہ تحقیقی کام مکمل ہو جانے کے بعد صابر آفاقی کے ادبی کام کو سمجھنے میں ایک منزل اور آسان ہو جائے گی۔ ذیل میں صابر فاقی کی تمام تصانیف کی فہرست دے رہے ہیں۔

فارسی شعری مجموعے:

۱	گلہائے کشمیر	مظفر آباد	۱۹۷۴ء
۲	در جستجوی سیارہ ای دیگر	لاہور	۲۰۰۸ء
۳	شامِ بہاء	لاہور	ن م

اُردو شعری مجموعے:

۱	شہر تمنا	آئینہ ادب، چوک مینار انار کلی، لاہور،	۱۹۸۰ء
۲	طلوع سحر	بہائی پبلیشنگ ٹرسٹ کراچی	۱۹۸۵ء
۳	زمزمہ روح	ادبیات مظفر آباد	۱۹۹۲ء
۴	ثناء بہاء	ادبیات مظفر آباد	۱۹۹۲ء
۵	خندہ ہائے بیجا	الحمد پبلی کیشنز، لیک روڈ، لاہور، ۱۹۹۴ء	
۶	نئے موسموں کی بشارت	دستاویز مطبوعات لاہور	۲۰۰۰ء
۷	سارے جہاں کا درد	ادبیات مظفر آباد	۲۰۰۰ء
۸	ہمہ آفتاب بینم	عصر جدید پبلیشرز، مظفر آباد،	۲۰۱۰ء

گوجری شعری مجموعے:

۱	پھُل کھیلی	مظفر آباد	۱۹۷۶ء
۲	سانجھو کھلاڑو	لاہور	۱۹۹۵ء
۳	پیغام انقلاب	لاہور	۱۹۹۵ء
۴	کیسر کیاری	لاہور	۲۰۰۱ء
۵	آرتھروں	لاہور	ن م
۶	ہاڑا	لاہور	ن م

نثری کتب:

۱	اقبال اور کشمیر	اقبال اکادمی پاکستان۔لاہور	۱۹۶۶ء
۲	راج ترنگنی (فارسی ترجمہ)	اسلام آباد	۱۹۷۴ء
۳	کشمیر اسلامی عہد میں	آئینہ ادب، چوک مینار انار کلی، لاہور،	۱۹۸۰ء
۴	گوجری ادب (پنجابی)	لاہور	۱۹۸۵ء
۵	جلوہ کشمیر	آئینہ ادب، چوک مینار انار کلی، لاہور،	۱۹۸۸ء
۶	برما میں اردو	اسلام آباد،	۱۹۸۹ء
۷	عکسِ کشمیر	الحمد پبلی کیشنز، لیک روڈ، لاہور،	۱۹۹۱ء
۸	کثرت نظارہ (سفر نامہ)	آئینہ ادب، چوک مینار انار کلی، حیدر آباد،	۱۹۹۶ء
۹	رشعات ابر (سوانح: ابراحسنی گنوری)	مظفر آباد	۱۹۹۷ء
۱۰	قرۃ العین طاہر		۱۹۹۸ء
۱۱	منصور الحاج (ترجمہ)	لاہور	۲۰۰۲ء
۲۱	نگاش رنگ رنگ (ترجمہ فارسی قصائید: مرزا غالب)	انجمن ترقی اردو اسلام آباد	۲۰۰۴ء
۳۱	گوجری کا لعل	سری نگر	۲۰۰۵ء
۴۱	بھولی بسری یادیں	مظفر آباد	۲۰۰۶ء
۵۱	خودنوشت (نایاب ہیں ہم)	ادبیات مظفر آباد	۲۰۱۷ء

٦١	تاریخ مظفر آباد	ن م
١٧	سفر نامہ کشمیر	ن م
٨١	گوجری زبان وادب	ن م
٩١	سفر ایران	ن م
٢٠	سوانح سید علی محمد باب	ن م
٢١	خاتون عجم	ن م
٢٢	خواب تھا جو کچھ دیکھا	ن م
٢٣	اقبال اور آزادی کشمیر	ن م
٢٤	اقبال اور امر بہائی	(زیر طبع)

حوالہ جات

١ صابر آفاقی، ڈاکٹر، ''نایاب ہیں ہم''، ادبیات، مظفر آباد، ١٩٩٢ء، ص ٣

٢ ایضاً، ص ٥

٣ ایضاً، ص ٨

٤ ایضاً، ص ١١

٥ ایضاً، ص ٩١

٦ ایضاً، ص ٢٢

٧ انٹرویو مخلص وجدانی ٥١۔ فروری ٨١٠٢ء مظفر آباد

٨ صابر آفاقی، ڈاکٹر، ''نایاب ہیں ہم''، ص ٤٨

٩ انٹرویو مخلص وجدانی ١٥۔ فروری ٢٠١٨ء مظفر آباد

۱۰ صابر آفاقی، ڈاکٹر، ''نایاب ہیں ہم''، ص ۱۷

۱۱ ایضاً، ص ۱۷

۱۲ ایضاً، ص ۱۳۴

۱۳ ایضاً، ص ۳۲

۱۴ ایضاً، ص ۳۵

۱۵ ایضاً، ص ۶۱

۱۶ ڈاکٹر عبدالکریم ،''ڈاکٹر صابر آفاقی وفات پا گئے'' مشمولہ ،ماہنامہ شعر و سخن، ۲۹ اپریل ۲۰۱۱ء، ص ۲۴

۱۷ محمد اقبال اختر، ''مخلص وجدانی کی اُردو شاعری''، تحقیقی و تنقیدی مطالعہ، مقالہ برائے ایم فل (اردو)، ص ۱۷۵